

خطوط بنام محمد علی اثر

۱۔ محمد اکبر الدین صدیقی

محمد اکبر الدین صدیقی ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے نام ورتلا مذہب میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۳ء کو بھینسہ ضلع عادل آباد (آندھرا پردیش) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد اکرام الدین ابتداً ناظر عدالت تھے اور بعد کو سر رہنما عدالت کے عہدے پر فائز رہے۔ اکبر الدین صدیقی کی ابتدائی تعلیم بھینسہ میں ہوئی۔ میٹرک کا امتحان حیدر آباد سے کامیاب کیا۔ جامعہ عثمانیہ ۱۹۳۶ء میں بی۔ اے اور ۱۹۴۲ء میں ایم۔ اے (اردو) کیا۔ ایم۔ اے کی تعلیم کے دوران ڈاکٹر زور (جو ان کے رشتے دار تھے) کی رہنمائی میں ”پریم چند کی افسانہ نگاری“ کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ عثمانیہ کے شعبہ اردو میں لکچرر کی حیثیت سے وابستہ ہوئے اور وہیں سے ۱۹۷۴ء میں ریڈر کی حیثیت سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ صدیقی صاحب راقم الحروف کے استاد محترم تھے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد جامعہ عثمانیہ کے ایم۔ اے کے طلبہ کو انھوں نے چند مہینوں تک درس دیا تھا۔ اسی زمانے (۱۹۷۴-۷۳ء) میں راقم کو موصوف سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور پھر انھوں نے ۱۹۸۲ء میں احقر کے اشتراک سے ادارہ ادبیات اردو کے مخطوطات کی چھٹی جلد مرتب کی جس کی اشاعت اسی سال اسی ادارے کی جانب سے عمل میں آئی۔

اکبر الدین صدیقی ایک کثیر التصانیف اہل قلم اور ماہر دکنیات تھے۔ ایک عرصے تک وہ ماہ نامہ ”سب رس“ کے مدیر رہے۔ ان کی ادارت میں ”یادگار زور“ اور ”یادگار نصیر الدین ہاشمی“ کے علاوہ ”یادگار غالب“ کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔ دکنی ادب پر ان کی ایک درجن سے زیادہ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) کلمۃ الحقائق (۲) ارشاد نامہ (۳) صحیفہ اہل بدلی (۴) محمود خود ہاں اور ان کا کلام (۵) بجتے چراغ (دکنی ادب پر مضامین) (۶) تذکرہ اردو مخطوطات جلد ششم (بہ اشتراک محمد علی اثر)

محمد اکبر الدین صدیقی صاحب کی دیرینہ ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر ”ادارہ ادبیات اردو“ کی جانب سے ۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ان کی زندگی ہی میں ”جلد اعتراف خدمات اکبر الدین صدیقی“ منایا گیا۔ جس میں راقم نے بھی مقالہ پیش کیا تھا۔ موصوف لا وہ تھے انھوں نے اپنا قیمتی کتب خانہ جس میں قلمی نسخے بھی شامل تھے اپنی زندگی ہی میں ایچ۔ ای۔ ایچ نظامس اردو لاہوری میں محفوظ کروادیا تھا۔ صدیقی صاحب نے ۸۲ سال کی عمر میں ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو انتقال کیا۔

(۱)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

9-4-1999

محبی ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب

سلام مسنون۔ اشفاق عالم قادری صاحب! نے منصف نے پہنچا دیا۔ میں نے آپ کا مضمون پڑھا، بہت خوب لکھا ہے۔ میں ولی کے نام کے بارے میں جانتا چاہتا تھا اس لئے کہ دیوان کے دیباچے میں قیاساً کئی نام ہو سکتے ہیں انہیں میں (سے) کوئی نام ہوگا۔ نام کے بارے میں جو تفکری تھی وہ حسب حال بحال ہے۔ ”تذکرہ وجہ الدین“ سے آپ کو بھی ملا ہوگا۔ اس میں ولی کا نام ولی اللہ بتلایا ہے لیکن کوئی شہادت نہیں۔ میرا کتب خانہ نظام ٹرسٹ کو چلا گیا۔ اس میں جمیل جالبی صاحب کی ”تاریخ ادب اردو“ بھی ہے۔ جالبی صاحب نے سندوفات ولی کو غلط قرار دیا۔ میرا یہی خیال ہے کہ یہ غلط ہے بنیاد ”مراۃ المحشر“ ہے۔ موصوف نے نام بتلایا نہیں، مجھے یاد نہیں، اس کے مطالعے کے بعد آپ کس نتیجے پر پہنچے۔

محمد اکبر الدین صدیقی

(۲)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

12-4-91

مکرمی جناب ڈاکٹر اثر صاحب

سلام مسنون۔ عنایت نامہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔ خرابی صحت نے مجھے نکلنے کا موقع نہ دیا ورنہ محترم و بیانی صاحب! سے نیاز حاصل ہو جاتا، مجھے اور کسی کے یہاں سے جانے کا علم نہیں۔ میں نے احمد آباد سے خط آنے پر محبی الدین صاحب! کو علوی ۱۳ اور بیانی صاحب کو علاحدہ خطوط لکھ دیئے۔ فراقی پر آپ کا مضمون پڑھا۔ ولی سے پر لکھے ہوئے مضمون کے پڑھنے کی تمنا ہے۔ کیا صورت ہوگی۔

وارث علوی صاحب نے ”تذکرہ وجہ الدین علوی“ میرے لئے بھیجا۔ ایک صاحب لے آئے۔ میں نے شکریہ کا خط لکھ دیا ہے۔ صحت کی خرابی سے باہر نہیں نکل رہا ہوں۔

محمد اکبر الدین صدیقی

(۳)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

۱۹۹۱/۸/۲۵ء

محبت مکرم

سلام مسنون۔ ڈاکٹر عقیل صاحب! کا خط ملا۔ اس بہانے آپ کی قلمی تحریر بھی نظر افروز ہوئی۔ میری صحت نے مجھے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی ہے۔ اس لئے گوشہ نشین ہو گیا ہوں۔
ارسال خط کا شکریہ

محمد اکبر الدین صدیقی

تحقیق، جام شورو، شمارہ: ۲۰/۱۲/۲۰۱۲ء

جناب ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب

سلام مسنون۔ معنی تبسم صاحب ۱۔ سے ”دیوانِ صرقتی“ ۲۔ کے بارے میں آپ سے گفتگو ہوئی ہوگی۔ یہ آپ کے پاس یقیناً ہوگا۔ اگر آپ زحمت فرما کر لیتے آئیں تو مقابلہ کر کے معا بعد آپ کو واپس کر دیا جائے گا۔ میں خود حاضر ہوتا لیکن میں تنہا کھڑا نہیں رہ سکتا ہوں۔ ۳۔

محمد اکبر الدین صدیقی

۲۔ خواجہ احمد فاروقی (پروفیسر)

پروفیسر فاروقی بیسویں صدی کی ممتاز ترین شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آزادی کے بعد ہندوستان کے جن محققوں اور نقادوں نے اردو دنیا میں اپنی تنظیمی، تدریسی اور تصنیفی صلاحیتوں کے سبب غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔ ان میں خواجہ احمد فاروقی کا نام بطور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ موصوف، صف اول کے ادیب، محقق، ناقد، خاکہ نویس، مکتوب نگار اور انشاپرواز تھے۔ بقول ڈاکٹر ظیق انجم، ”جب اردو کے خلاف تیز و تند آندھیاں چل رہی تھیں اور اردو کے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا تو خواجہ صاحب نے دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں ایک ننھا سادیا روشن کیا جس نے ان کے خلوص، لگن اور غیر معمولی جدوجہد سے بہت جلد مہر نیم روز کی شکل اختیار کر لی۔“ ۱۔

خواجہ احمد فاروقی ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو پچھراؤں ضلع مراد آباد اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی حسن احمد تھا اور وہ ہر دوئی میں سررشتہ دار، محافظ و فخر اور مضرم تھے۔ حسن صاحب کو تین لڑکے حسین احمد، حسین احمد اور خواجہ احمد کے علاوہ ایک لڑکی راضیہ پیدا ہوئی۔ اول الذکر دونوں لڑکے کم عمری میں فوت ہو گئے۔ بیٹی راضیہ صاحبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

خواجہ صاحب نے ابتدائی تعلیم پچھراؤں ہی کے مدرسہ عباسیہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ان کا داخلہ ہر دوئی گورنمنٹ ہائی اسکول میں دلوا گیا اسی اسکول سے انھوں نے میٹرک کا امتحان کامیاب کیا۔ نیز میرٹھ کالج سے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کے امتحانات پاس کیے۔ بعد ازاں فارسی سے ایم۔ اے کیا۔ کچھ عرصے کے بعد انھوں نے اردو میں ایم۔ اے کی سند حاصل کی اور پھر 1953ء میں دہلی یونیورسٹی سے ”مکتوبات اردو کا تاریخی اور ادبی ارتقاء“ کے موضوع پر ڈاکٹر سیدہ بن حسین کی نگرانی میں مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ اس موقع پر پروفیسر حامد حسن قاری نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس کا آخری شعر یہ ہے۔

یہ فی البدیہہ کہا قادری نے سال نشاط

”کہ ڈاکٹر ہوئے کیا خوب خواجہ احمد“

میمونہ مسعودی کے نام خواجہ صاحب کے ایک خط مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۳ء سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے بی۔ ایڈ کی

ڈگری بھی حاصل کی تھی اور انھوں نے مختلف کالجوں میں کیمسٹری اور تاریخ کا درس بھی دیا تھا اور فارسی اور اردو لکچرر کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا چوں کہ اس خط سے موصوف کی تعلیم اور ملازمت کے سلسلے میں بعض نئی معلومات پر روشنی پڑتی ہے، اس لئے اس کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

”میرے بہت سے کاغذ یادداشتیں اور کتابیں ۱۹۴۷ء کے فسادات اور ہنگامہ و آشوب میں ضائع ہو گئیں اوروں کا زلزلہ میرا عقد خن لٹا۔ میں نے اپنی ڈگریاں تلاش کیں اس وقت نہیں ملیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ۱۹۳۹ء B.Ed میں الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۴۳ء میں ایم۔ اے فارسی آگرہ یونیورسٹی سے، ایم۔ اے اردو سینٹ جانس کالج آگرہ یونیورسٹی سے پروفیسر حامد حسین قادری کے ساتھ ۱۹۴۵ء میں کیا ہے۔ میں نے ۱۹۳۹ء میں مسلم یونیورسٹی ہائی سکول میں کیمسٹری پڑھائی۔ ۱۹۴۰ء میں وکٹوریہ کالجیٹ سے گوالیار میں تاریخ کا درس دیا۔ ۱۹۴۶ء میں حلیم کالج کانپور میں فارسی کا لکچرر رہا ہوں، ۱۹۴۷ء میں اندرا پرستھا گرلز کالج دہلی یونیورسٹی میں بھی فارسی کے لکچرر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں انٹو عکب کالج دہلی یونیورسٹی میں اردو کا لکچرر مقرر ہوا۔ اندرا پرستھا میں ایک عارضی جگہ فارسی کے استاد کی خالی ہوئی، رے نپل ہاون خان شیروانی نے مجھے اندر پرستھا کی classes لینے پر متعین کیا۔ اس طرح میں نے ۴۶ء اور ۴۷ء میں اردو کے لکچرر کا بھی کام کیا اور فارسی کے لکچرر کا بھی۔ اینٹو عکب کالج (دہلی کالج) دہلی یونیورسٹی میں میرا تقرر اردو کے لکچرر کی حیثیت سے ۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ دہلی یونیورسٹی میں ریڈر کی حیثیت سے میرا تقرر یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء کو کیا اور دہلی یونیورسٹی ہی میں اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے میرا تقرر ۱۶ جولائی ۱۹۶۰ء کو ہوا۔ انگریزی لٹریچر اور تاریخ کے مطالعے سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا ہے اور میری تحریروں اس احسان کا اعتراف کرتی ہیں۔“

راقم الحروف کی فاروقی صاحب سے مراسلت کا سلسلہ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۲ء سے ۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء تک یعنی موصوف کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۹۵ء سے کم و بیش جیسے سال پہلے تک برقرار رہا۔ میرے ہاں ان کے جملہ ۱۲ خطوط موجود ہیں اور تقریباً سنے ہی خطوط مختلف وجوہات کی بنا پر ضائع ہو گئے۔

پروفیسر صاحب میرے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے ”دکنی غزل کی نشوونما“ کے ممتحن تھے۔ اس مقالے کو میں نے مشہور ماہر دکنیات و اقبالیات پروفیسر غلام عمر خاں کی نگرانی میں قلم بند کر کے ۱۹۸۰ء میں جامعہ عثمانیہ سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی تھی۔ اس مقالے کے زبانی امتحان (viva-voce) کے لئے بھی خواجہ صاحب دلی سے حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ اس ملاقات میں راقم نے انھیں پہلی بار دیکھا تھا اور اسی وقت ان کی ذہانت، علمیت اور شخصیت کا جو نقش میرے دل پر ثبت ہو گیا تھا وہ کبھی مٹ نہیں سکے گا۔

پروفیسر فاروقی کو میں نے دوسری بار ۱۹۸۲ء میں اس وقت دیکھا جب جامعہ عثمانیہ میں وہ لکچرر کے انتخاب (selection) کے سلسلے میں ماہر (Expert) کی حیثیت سے آئے تھے۔ اسی موقع پر مجھے پروفیسر گیان چند کو بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ انٹرویو اس خاکسار کے لیے ایک سخت امتحان تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ صرف سرخ روئی عطا کی بلکہ تین لکچرر کے انتخاب میں پہلے مقام سے بھی نوازا۔ اس کے بعد فاروقی صاحب کو جب میری علالت کی اطلاع ملی تو انھوں نے خط لکھ کر میری خیریت دریافت کی۔

مکتوب نگاری سے خواجہ احمد فاروقی صاحب کو غیر معمولی دل چسپی تھی۔ غالباً اسی لئے انھوں نے ”مکاتیب اردو کا ادبی و تاریخی ارتقا“ کے موضوع پر تحقیقی مقالہ سپرد قریطاس کر کے پی ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے بالکل درست لکھا ہے کہ

”اردو کے بہترین مکتوب نگاروں کی کتنی ہی مختصر فہرست بتائی جائے۔ ممکن نہیں کہ اس میں خواجہ صاحب کا نام شامل نہ ہو“۔ ۳

واقعہ یہ ہے کہ مکاتیب خواجہ احمد فاروقی کے آئینے میں ان کی سیرت و شخصیت، مزاج و منہاج، مذہب و مسلک، راست گفتاری و بے باکی اور انداز فکر و نظر کے تمام خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔
پروفیسر گیان چند کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

”آج آپ کے رجسٹرار کا فون آیا کہ نو فروری کو زبانی امتحان کے لئے تشریف لائیے۔ میں نے قبول کر لیا۔ پھر بولے ریلوے سٹیشن لیتے آئیے گا کہ میں نے AC سے سفر کیا ہے۔ میں نے کہا قیامت تک نہیں آؤں گا۔ آپ کے یہاں آتے ہیں، عزت بڑھانے کے لئے عزت گوانے کے لئے نہیں..... (مورخہ ۱۶ جنوری ۷۷ء)

ایک اور خط میں انھوں نے گیان چند جین کو لکھا ہے۔

”میں ایک عریضہ لکھ چکا ہوں، یہ دوسرا ہے، آپ کی یونیورسٹی سے ٹیلیفون آیا تھا اور میں نے کہہ دیا تھا کہ میں ایسے قاعدے کی پابندی سے قاصر ہوں جس کی بنیاد بد اعتمادی پر ہو..... اردو مقہور سہی اس نے مجھے راست بازی اور شرافت سکھائی ہے۔“ (مورخہ ۲۱ جنوری ۷۷ء)

مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر میمونہ کے نام کشمیر سے ایک خط میں وہ لکھتے ہیں۔

”میں اکثر سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کا حسن آخر کشمیر ہی کو کیوں دیا ہے۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ یہ قوم عاشق رسولؐ ہے۔ شبِ برات کے موقع پر حضرت بل میں بلا مبالغہ ایک لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور وہ ساری رات درود شریف پڑھتے رہے۔ اس پڑھنے میں جو کیفیت تھی دل اب تک اس سے لذتِ یاب ہے..... اقبال کے کلام میں جو سرمستی ہے اس کا سرچشمہ بھی عشق رسولؐ ہے۔“ ۵

۱۹۸۶ء میں جب میں اتر پردیش اردو اکادمی کا ایوارڈ حاصل کرنے کے لیے اپنی اہلیہ کے ساتھ اتر پردیش گیا تھا تو واپسی میں دلی میں دو دن قیام کے دوران فاروقی صاحب کے دولت خانے پر حاضری بھی دی تھی۔ جس کا تذکرہ انھوں نے اپنے ایک خط میں اس طرح کیا ہے۔

”آپ کے اور راحت بہن کے آنے سے کتنی مسرت ہوئی بیان نہیں کر سکتا۔ راحت مجھے بہت پسند

آئیں بڑی ہوش مند، مخلص اور باذوق خاتون ہیں۔ ان سے کہیے گا کہ یہ حاضری میں نے رجسٹر میں نہیں لکھی وہ اور اثر مایاں دوبارہ کرم فرمائیں۔ (مورخہ ۱۸ مئی ۸۶ء)

خاکسار کے والد ۱۰ بزرگوار کی رحلت پر خواجہ صاحب نے پر سے کا خط تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”آپ کے اوپر جو ذمے داریاں آپڑی ہیں، ان کے تصور سے جی کانپ جاتا ہے۔ رات کے وقت اللہ سے رجوع کیجئے۔ اس وقت سلطان و وزیر کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن ایک دروازہ اللہ کا ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ غیب سے صورتیں پیدا ہوں گی۔“ (مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۸۵ء)

۷ جولائی ۱۹۸۸ء کو اپنی بیماری کے علاج کے سلسلے میں جب میں نے امریکہ کا سفر کیا تھا خواجہ صاحب ازراہ عنایت وہاں بھی میری رہنمائی کرتے رہے اور انھوں نے مجھ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا۔

(۱)

28 Cavalry Lines, Delhi-7

18/12 (1982)

گرامی عزیز آپ کا محبت نامہ مورخہ ۶ دسمبر موصول ہوا۔ عرض نہیں کر سکتا کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ آپ کی تحریر دیکھ کر پچھلے قیام میں یہ معلوم کر کے کہ آپ کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے۔ ۱۔ بہت تردد ہوا تھا اور میں ایک ایک سے آپ کی کیفیت مزاج معلوم کرتا رہا۔ اس خط میں آپ نے اپنا حال نہیں لکھا۔ اس سے اندازہ کرتا ہوں کہ اب آپ بفضلِ صحت یاب ہوں گے، خدا رکھی وقت اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے گا۔ وہ تنکے میں بھی جان ڈال سکتا ہے اور شافی مطلق قطعی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ایک مرتبہ ڈاکٹر سید عبدالمنان صاحب ۲ کو ضرور بالظہور دکھائیجئے تاکہ پورا چاک آپ ہو جائے۔ صحیح تشخیص کے بعد ہی صحیح علاج کی منزل آتی ہے۔ منان صاحب میرے کرم فرما اور مرشد ہیں۔ ان کو یہ خط دکھا دیجئے۔ وہ آپ کو دیکھ لیں گے اور سارے شبہات دور کر دیں گے۔

آپ کی صحت کا طالب
خواجہ احمد فاروقی

(۲)

7, Delhi University Road, Delhi-7

۱۱ مئی ۸۵

عزیز کرم ایک عرصہ کے بعد آپ نے یاد فرمایا، بے حد خوشی ہوئی۔ حیدر آباد سے خط نہیں آتے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں تنک کہ ہے یا کوئی چیز کھو گئی ہے۔ ایک ہفتہ سے طبیعت مضطرب ہے، آپ کے لئے پیش لفظ انشاء اللہ ضرور دکھوں گا۔ اطمینان رکھئے اگر ممکن ہو تو پانچ چھ نمائندہ شعر نقل کر کے بھیج دیجئے جس سے دکن کی انفرادیت اور عظمت کا اندازہ ہو۔ ۱۔

دعا گو

خواجہ احمد فاروقی

(۳)

۱۰ جولائی ۸۵ء

عزیز مکرم سخت شرمندہ اور مجب ہوں کہ آپ کے مقالے کا پیش لفظ بھیجنے میں اتنی تاخیر ہوئی۔ آپ کیا کہتے ہوں گے۔ اس عرصے میں برابر سفر میں رہا اب کشمیر میں ہوں اور یہاں تین مہینے کے لئے مہمان پروفیسر کی حیثیت سے آیا ہوا ہوں۔ پیش لفظ غلام عمر خان صاحب کو دکھا لیجئے ان کو اس میں ترمیم و اضافے کا پورا حق ہے۔ ان کی آرائش اصلاح سے مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ میں انشاء اللہ اگست کے آخر میں دہلی پہنچ جاؤں گا۔ دہلی کا پتہ 7, Delhi University Road, Delhi-7 ہے جو آپ کو یاد ہوگا اس خط کی رسید سری نگر مرحمت فرمائیے۔ پتہ یہ ہے

Visiting Professor
Dept. of Urdu
University of Kashmir Hazratbal,
Srinagar 190006

خدا کرے آپ خاندان ہوں اور مزاج بخیر ہو۔

حیدر آباد کی خبریں لکھئے۔

آپ کا
خولجہ احمد فاروقی

(۴)

Professor K.A. Faruqi
senior fellow of the indian council
of Historical Research

۱۶/۱۷ جنوری ۸۵ء

عزیز مکرم۔ آپ کو ایک زحمت دینا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ کی معرفت دو Letter-Head چھوڑنا ہیں لیکن دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کا بل مجھے ضرور بالضرور بھیج دیا جائے ورنہ کٹ ہو جائے گی۔ دوسرے یہ Letter-Head جتنی جلد آپ مجھے رجسٹری سے بھیج دیں، اتنا ہی بڑا احسان ہوگا، دونوں Letter-Heads کے نمونے ارسال ہیں۔ یہاں سب سہولتیں ہیں لیکن چھاپائی کی آسانی نہیں۔ پھول ہیں، پتے ہیں، پھل ہیں، آبشار ہیں لیکن برق و بخارات نے ابھی قبضہ نہیں جمایا ہے۔ ایک اور گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر یوسف سرمست کو میری کتاب ”میر تقی میر حیات اور شاعری“ کی اشد ضرورت ہے۔ صرف آٹھ دن کے لئے آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ یہ کتاب ان کو چند روز کے لئے فراہم کر دیں اور پھر واپس لے لیں، غالباً ادارہ ادبیات یا آصفیہ یا حضور نظام کی لاہوری میں ہوگی۔ جواب جلد مرحمت ہو۔ پیش لفظ ملا ہوگا۔

آپ کا
خولجہ احمد فاروقی

(۵)

سری نگر ۱۹ اگست ۸۵ء

گرامی عزیز پیڑموصول ہوئے۔ بہت ہی اچھے چپے ہیں، آپ کے سلیقے سے بے حد جی خوش ہوا اور آپ کو بہت سی

دعائیں دیں لیکن حضرت آپ کو بل بھیجنا ہے ورنہ کٹ ہو جائے گی یہ تو فرمائش تھی اور جو ہدایت دی گئی تھی اسی کے مطابق کام ہونا چاہئے۔
میں انشاء اللہ ۲۵ راکست کو دہلی پہنچ جاؤں گا اور عید وہیں کروں گا، آپ کی خدمت میں عید کی پیشگی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ صحت مند اور خوش و خرم ہوں۔
آپ کا

خولجہ احمد فاروقی

آپ مہربانی فرما کر مل دہلی کے پتے پر روانہ فرمائیں تاکہ میں آئندہ بھی کام آپ کے سپرد کر سکوں، پروفیسر سراج الدین! آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں، میرے پیش لفظ کا کیا انجام ہوا؟ بروقت پہنچا؟ پسند آیا؟ اس میں آپ کو حذف و اضافے کا حق حاصل ہے، اچھا تو یہ ہے کہ آپ اسے عمر خان صاحب کو ایک نظر دکھالیں۔ میرا پتہ
7 Delhi University Road, Delhi-110007 ہے۔

(۶)

7 Delhi University Road, Delhi-7

9-9-1985

عزیز مکرم خدا کرے آپ کا حراج بخیر ہو اور عید آپ کے اور آپ کے اعزاء اور احباب کے لئے بہت سی مسرتیں لائی ہو۔

پیدہ پہنچ گئے تھے ان کی رسید بھی دو دفعہ بھیج چکا ہوں لیکن آپ نے میرے کہنے کی تعمیل نہیں کی۔ ان pads کے بلز Bills کا شدید انتظار ہے۔ مہربانی فرما کر وہ جلد بھیجے۔ اس معاملہ میں آپ کی خاموشی سے مجھے تشویش ہے۔
آپ کا
خولجہ احمد فاروقی

(۷)

Hotel Geo, Bangalore

۲۳ نومبر ۱۹۸۵ء

عزیزم

یہاں یہ معلوم کر کے کہ آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی بڑا دکھ ہوا۔ میں بھی اس نعمت کو کھو چکا ہوں اور مجھے اندازہ ہے کہ آپ کے اوپر کیا قیامت گذری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر دے اور مرحوم کی قبر کو اپنے نور سے بھر دے۔ کوئی چھوٹی موٹی خدمت میرے لائق ہو تو بلا تکلف دہلی کے پتہ پر مطلع فرمائیے۔ آپ کے کتنے بھائی بہن ہیں اور گھر کے معاملات و مسائل کیا ہیں۔ مفصل لکھیے اور جلد لکھئے۔
آپ کا

خولجہ احمد فاروقی

(۸)

7, Delhi U. Road, Delhi-7

۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء

حبیبی، ابھی ابھی آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ کے اوپر جوڑے دار نیاں آپڑی ہیں ان کے تصور سے جی کانپ جاتا ہے۔ ۲ رات کے وقت اللہ سے رجوع کیجئے اس وقت سلطان و وزیر کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن ایک دروازہ، اللہ

تحقیق تمام شورو، شمارہ: ۲۰/۱۲/۲۰ء

کا ہر وقت کھلا رہتا ہے، کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے، مجھے یقین ہے آپ کے لئے غیب سے صورتیں پیدا ہوں گی۔ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

مجھے ایک کتاب کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا، اگر آپ کسی انگریزی بک سلا سے کہہ کر اس کا دی پی بھیجو دیں۔

یہ کتاب غالباً حیدر آباد سے چھپی ہے۔ نام ہے A Nation without a language مصنف کا نام شاید جسٹس اکبوتے ہے، میں نے محبت کرم پریفسر غلام عرفاں سے بھی یہ درخواست کی تھی لیکن وہ بڑے مصروف آدمی ہیں۔ آپ ان سے پوچھ کر بہت جلد اس کتاب کا دی پی کروا دیجئے۔
مراپہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔

7, Delhi University Road, Delhi-7

اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔

خواجہ احمد فاروقی

(۹)

7, Delhi University Rd., Delhi-7

۶ جنوری ۸۶ء

عزیز کرم مجھے زبان کے مسئلے پر انگریزی میں کتاب موصول ہوئی۔ یہ آپ نے بھیجی ہے یا عمر خان صاحب نے، خدا راجح بات سے اور قیمت سے مطلع فرمائیے۔ ان معاملات میں ہمیں چند اصولوں کی پابندی کرنا چاہئے۔ خدا سے دعا ہے کہ نیا سال آپ کے اعزاء اور آپ کے لئے برکتوں اور نعمتوں سے معمور ہو، ہاں حمید الدین شاہد کا پتہ کیا ہے؟

خیر طلب

خواجہ احمد فاروقی

(۱۰)

Khwaja Ahmed Faruqi

7, Delhi University Road

Professor Emeritus

Delhi-110007

University of Delhi

Tel : 235788

عزیز کرم آج ۱۸ مئی (۱۹۸۶ء) کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ میں آپ کو یاد ہی کر رہا تھا لیکن مکان کا صحیح نمبر بھول گیا تھا۔ اس وقت سرنامہ پر لکھا ہوا ملا تو فوراً خط لکھنے بیٹھ گیا۔ آپ کے اور راحت۔ بہن کے آنے سے کتنی مسرت ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا۔ دہلی میں جو پڑا ہوں اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں دوستوں کے آنے کے مواقع زیادہ ہیں۔ سب روزے بے شک رخواہی آمد۔ اس روز گھبراہٹ اور پریشانی میں آپ کی کوئی خاطر نہیں ہو سکی۔ آپ کی موجودگی میں نہت سلسلہ کا ٹیلی فون آیا کہ ان کو فوراً اسپتال میں داخل ہو جانا چاہئے۔ رات کا سارا وقت اور اگلے دن اسپتال میں گزارا، ڈاکٹر بانو گیتانے کہا کہ آپریشن از بس ضروری ہے چنانچہ کیم مکی کو ایک بجے دن کے آپریشن کر دیا گیا اور خدائے کریم و رحیم کا احسان ہے کہ نہت اور

نومولود دونوں بچہ اللہ اچھے ہیں۔ آٹھ دن اسپتال میں رہنے کے بعد اب گھر آ گئی ہیں۔ کمزوری ہے وہ رفتہ رفتہ جائے گی۔ راحت مجھے بہت پسند آئیں۔ بڑی ہوش مند، مخلص اور باذوق خاتون ہیں، ان سے کہیے گا کہ یہ حاضری میں نے رجسٹر میں نہیں لکھی ہے وہ اور اثر میاں دوبارہ کرم فرمائیں۔ یہ ملاقات تو ایسی ہی رداروی میں ہوئی۔

دہلی میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ۳۷ کی ادب پر ایک سپوزیم کرنا چاہتی ہیں۔ میں نے ڈاکٹر عمر خان، رفاعیہ بیگم، سرمست صاحبہ ۵ اور آپ کا نام نامی تجویز تو کر دیا ہے، معلوم نہیں کب کریں گی اور کس کس کو بلا دیں گی لیکن اتنی بات جانتا ہوں کہ کوئی ادب پر کوئی سپوزیم بغیر ان ناموں کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

آپ کی اس عنایت کا بھی شکریہ واجب ہے کہ آپ نے عمر خاں اور رفاعیہ بیگم اور سرمست صاحبہ کی خیریت لکھی۔ ان دوستوں سے میرا بہت بہت سلام کہیے گا۔ شاید ہر ش از جا نعم فراموش۔

اثر صاحب میرا ایک کام کر دیجئے۔ اکثر آپ کو ہی زحمت دیتا ہوں۔ رجسٹریاؤں یا وائس چانسلر یا کسی ذمے دار افسر سے معلوم کر کے جلد لکھنے کے لیے ادارے (۱) عثمانیہ یونیورسٹی اور سنٹرل یونیورسٹی آف حیدرآباد میں Emeritus Professor کو اعزاز دیتے ہیں یا نہیں (۲) اگر دیتے ہیں تو کیا دیتے ہیں (۳) اور مکان دیتے ہیں یا نہیں؟ (۴) ان پروفیسروں کو کیا سہولتیں دی جاتی ہیں۔ دی جاتی ہیں یا نہیں۔ میں بے حد ممنون ہوں گا اگر آپ ان سوالوں کا جواب جلد تحقیق کرنے کے بعد مرحمت فرمائیں۔ (۵) آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ چند ساتھیوں اور دوستوں نے مل کر ایک کتاب ارمغان فاروقی شائع کی ہے۔ نہایت خوبصورت چھپی ہے، چھاپنے والے اور بیچنے والے ہیں۔ ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، کوچہ پنڈت لال کنواں دہلی۔ (۶) اس میں میرا ایک مضمون ہے، عمر رازیاں اس off print کا حاصل ہو گیا تو انشاء اللہ بھیجوں گا۔ راحت سے سلام سنوں۔ رشید موسوی کے پاس میرا ایک مضمون ہے۔ ان سے اصرار کر کے اس کی نقل مجھے بھجوادیجئے۔ بڑا احسان ہوگا۔

آپ کا

خواجہ احمد فاروقی

(۱۱)

Khawaja Ahmed Faruqi
Professor Emeritus
University of Delhi

7, Delhi, University Road Delhi,
Delhi-110007
Tel : 235788

یکم دسمبر ۸۶ء

عزیزم آپ اور بیگم صاحبہ ضرور دہلی علی گڑھ تشریف لائیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ میں انشاء اللہ دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں علی گڑھ چلا جاؤں گا۔ وہاں میرا ذاتی مکان ہے اور میرے بھانجے جمیل نظامی کی ۲۱ دسمبر کو شادی ہے۔ ۲۲ دسمبر کو ولیمہ ہے۔ ۲۵ دسمبر کو دہلی میں عزیزہ فرحانہ کی شادی ہے۔ آپ آئیں گے تو ان سب تقریبات میں شرکت ہوگی۔ میرا علی گڑھ کا پتہ یہ ہے۔ فرایا سیمین۔ سرسید روڈ علی گڑھ۔ یہ مکان نظامی ولا سے ملا ہوا ہے۔

آپ جلد خط لکھیں اور اس میں سب دوستوں کی خیریت لکھیں۔ میمونہ کا وادی واکب ہوگا؟ میاں شاہد ۲

تحقیق، جام شورو، شمارہ: ۲۰/۱۲/۲۰۰۷ء